حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ۔ ماموں کانجن
جامعہ رشیدیہ ساہیوال

رؤیتِ ہلال کی شرعی حیثیت

"رؤیت ہلال کا مسئلہ" کے عنوان سے مولانا محمد جعفر پھلواری کا ایک مضمون اپریل ۱۹۶۷ء کے ماہنامہ "ثقافت" لاہور میں چھپا تھا۔ جسے اب ابتدائی نوٹ کے اضافے کے ساتھ "ادارۂ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور" نے کتابچے کی شکل میں "رؤیت ہلال" کے نام سے شائع کیا ہے۔ سطورِ ذیل میں "رؤیت ہلال" کی وضاحت اور مولانا موصوف کے خیالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

★

موصوف کے اس کتابچہ کا موضوع یہ بتانا ہے کہ "رؤیت ہلال کا حکم فنِ فلکیات پر اعتماد کرنے سے بھی پورا ہو سکتا ہے۔" موصوف نے اپنی بحث کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی سے کیا ہے:

صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ	چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (عید)
فان غمّ علیکم فاقدروا لہٗ	کرو، اگر مطلع غبار آلود ہو تو اس کا اندازہ کرو۔

(رواہ الستۃ الا الترمذی)

...

موصوف کا خیال ہے کہ "یہاں اگر رؤیت" کے معنی کی وضاحت ہو جائے تو مسئلہ بڑی حد تک صاف ہو سکتا ہے۔" چنانچہ وہ المنجد، اقرب الموارد، البستان، القاموس، لسان العرب، منتہی الارب، اور مفرداتِ راغب وغیرہ کے حوالوں سے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ: "اس میں شک نہیں کہ رؤیت کے حقیقی معنی چشمِ سر ہی سے دیکھنے کے ہیں، لیکن دوسرے مجازی معنوں میں بھی اس کا استعمال

کثرت سے ہوا ہے ------ اس لئے گویا رؤیت کے معنی ہیں علم ہو جانا۔ چنانچہ کوئی تیس چالیس جگہ قرآن میں بھی لفظ رؤیت استعمال حقیقی معنی کے علاوہ مجازی معنوں میں ہوا ہے۔" اس فاضل مؤلف کے نزدیک " رؤیت ہلال کو چشم سر کے ساتھ مخصوص کر دینے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی" بلکہ ان کی رائے میں "فن فلکیات پر اعتماد کر کے بھی وہ اپنا ایمان بالکل محفوظ کر سکتے ہیں"

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے، کہ اگر رؤیت ہلال کو چشم سر کے ساتھ مخصوص کر دینا موصوف کے نزدیک "غیر معقول" ہے، تو کیا یہ طرز فکر معقول کہلائے گا کہ ایک شخص لغت کی کتابیں کھول کر بیٹھ جائے، اور یہ دعویٰ کرے کہ چونکہ فلاں لفظ حقیقی معنی کے علاوہ متعدد مجازی معنوں کے لئے بھی آتا ہے۔ اس لئے عرفاً و شرعاً اس کے جو حقیقی معنیٰ مراد لئے جاتے ہیں وہ صحیح نہیں بلکہ غیر معقول ہیں مثلاً "ضرب" کا لفظ لغت کے مطابق کوئی پچاس ساٹھ معنوں کے لئے آتا ہے۔ اس لئے ضرب زیدٌ عمرواً کے جملے سے عرف عام میں جو معنی لئے جاتے ہیں (یعنی زید نے عمرو کو مارا) وہ غیر معقول اور غلط ہیں۔ کیا اسے صحتمندانہ طرز استدلال کہا جا سکتا ہے؟ اور کیا یہ انداز فکر اور طرز استدلال اہم ترین مسائل کے صحیح حل کی طرف راہنمائی کر سکتا ہے؟ اس بات سے کس کو انکار ہے کہ رؤیت کا لفظ حقیقی معنیٰ کے علاوہ مختلف قرائن کی مدد سے دوسرے مجازی معنوں میں بھی کبھی بولا جاتا ہے مگر رؤیت ہلال کی احادیث میں یہ لفظ کس معنی میں استعمال ہوا ہے، اس کے لئے لغت کی کتابوں کا بوجھ لادنے کی بجائے سب سے پہلے تو اس سلسلہ کی تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ دیکھنا چاہیئے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کس سیاق میں کس معنی کے لئے استعمال فرمایا ہے، پھر یہ دیکھنا تھا کہ صحابہؓ تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اس سے کون سے معنیٰ سمجھے ہیں امت اسلامیہ نے قرناً بعد قرنٍ اس سے کیا مراد لی ہے۔ اور عرف عام میں "چاند دیکھنے" کے کیا معنیٰ سمجھے جاتے ہیں ------ ؟

لغت سے استفادہ کوئی شجرۂ ممنوعہ نہیں، بلکہ بڑی اچھی بات ہے۔ کسی زبان کی مشکلات میں لغت ہی سے مدد لی جاتی ہے اور کسی غیر معروف لفظ کی تحقیق کے لئے ہر شخص کو ہر وقت ڈکشنری کھولنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن جو الفاظ ہر عام و خاص کی زبان پر ہوں، ان کے معنی عامی سے عامی شخص بھی جانتا ہو۔ اور روزمرہ کی بول چال میں لوگ سینکڑوں بار انہیں استعمال کرتے ہوں، ان کے لئے ڈکشنری کے حوالے تلاش کرنا کوئی مفید کام نہیں، بلکہ شاید اہل عقل کے نزدیک اسے الیعنی مشغلہ، بے سود کاوش اور ایک لغو حرکت کا نام دیا جائے، اور اگر کوئی دانشمند لغت بینی

کے نشہ میں لغت کے مجازی معنوں کی منطق سے شرعی اور عرفی معنوں کو غیر معقول قرار دینے لگے اس کے لئے ڈکشنری میں جو لفظ وضع کیا گیا ہے، اس سے سب واقف ہیں۔

تاہم اگر رؤیت جیسے معروف اور بدیہی لفظ کے لئے "کتاب کھولنے" کی ضرورت و افادیت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اسکی کیا توجیہ کی جا سکتی ہے کہ "رؤیت کا سقم" نکالتے وقت فاضل مؤلف نے لغت سے بھی صحیح استفادہ نہیں کیا، نہ ان قواعد کو ملحوظ رکھنا ضروری سمجھا جو ائمہ لغت نے "رؤیت" کے مواقع استعمال کے سلسلہ میں ذکر کئے ہیں۔ جب کہ وہ ان ہی کتابوں میں موجود ہیں جن کا حوالہ موصوف نے دیا ہے، مثلاً لفظ "رؤیت" مفعول واحد کی طرف متعدی ہو تو وہاں عینی رؤیت یعنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہوتا ہے۔ اور جب وہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو اس کے معنی ہوں گے جاننا، معلوم کرنا۔ [۲]

یا یہ کہ رؤیت کا متعلق کوئی محسوس اور شاہد چیز ہو تو وہاں حسی رؤیت مراد ہوگی، یعنی چشم سر دیکھنا، اور جب اس کا متعلق کوئی سامنے کی چیز نہ ہو تو وہاں وہمی، خیالی، یا عقلی رؤیت مراد ہوگی [۳]

یا یہ کہ "ر، أ، ی" کے مادہ سے مصدر جب "رویۃ" آئے تو اس کے معنی ہوں گے۔ آنکھوں سے دیکھنا، اور اگر "رأی" آئے تو اس کے معنی ہوں گے "دل سے دیکھنا اور جاننا"

---

[۱] موصوف نے لغت کی مدد سے رؤیت کا سقم یہ نکالا ہے: "گویا رؤیت کے معنی ہیں علم ہو جانا۔" گویا اہل لغت نے اس کے معانی اور ان کے مواقع استعمال کے تفصیلی بیان کی جو سردردی مول لی ہے، وہ سب فضول ہے، خلاصہ، مغز اور ست صرف اتنا برآمد ہوا کہ: "روبت کے معنی ہیں علم ہو جانا۔"

[۲] الرؤیۃ بالعین تتعدی الی مفعول واحد و بمعنی العلم تتعدی الی مفعولین ——

(الصحاح للجوھری ص۲۳۴، تاج العروس للزبیدی ص۱۳۹، لسان العرب لابن منظور الافریقی مادہ رأی)

رؤیت: دیدن بچشم، و ایں متعدی بیک مفعول است، و دانستن، و ایں متعدی بدو مفعول (منتہی الارب ص۶۲۴ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری) رأی، رؤیت ۔ دیدن بچشم متعد الی مفعول، و دانستن متعد الی مفعولین (الصراح من الصحاح ص۵۵۹، ابوالفضل محمد بن عمر الجمال القرشی)

[۳] ملاحظہ ہو امام راغب اصفہانی کی المفردات فی غریب القرآن۔ ذالک اضرب بحسب قوی النفس الاولی بالحاسۃ وما یجری مجراھا۔ الخ۔ یہ عبارت فاضل مؤلف نے بھی نقل کی ہے۔ مگر شاید عجلت میں اسے سمجھنے یا اس تفصیل کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

اور اگر رؤیا آئے تو عموماً اس کے معنیٰ ہوں گے خواب میں دیکھنا اور کبھی بیداری کی آنکھوں سے دیکھنا۔[1] ممکن ہے مواقع استعمال کے یہ قواعد کلیہ نہ ہوں، لیکن عربیت کا صحیح ذوق شاہد ہے، کہ یہ اکثر و بیشتر صحیح ہیں۔ یوں بھی فنی قواعد عموماً کلی نہیں، اکثری ہی ہوتے ہیں۔ ان ہی فنی قواعد کے مطابق "رؤیت ہلال" کے معنیٰ سر کی آنکھوں سے چاند دیکھنا بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن ائمہ لغت نے حقیقی اور مجازی معنوں کو الگ الگ ذکر کرنے کا التزام کیا ہے، انہوں نے رویت ہلال کو "حقیقی معنیٰ یعنی چشم سر سے دیکھنے کے تحت درج کیا ہے۔[2] اسی طرح جن حضرات نے "ذوق الفاظ" کا اہتمام کیا ہے انہوں نے تصریح کی ہے کہ رویت ہلال اور تبصر کے معنیٰ ہیں چاند دیکھنے کے لئے افقِ ہلال کیطرف نظر اٹھاکر دیکھنا۔[3]

فاضل مؤلف کے علم و بصیرت کے پیشِ نظر ان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ یہ تمام امور ان کی نظر سے نہیں گذرے ہوں گے یا کہ وہ ائمہ لغت کی صحیح مراد سمجھنے سے قاصر رہے ہوں گے۔ مگر حیرت ہے کہ موصوف ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کرکے اس ادھوری بات کو لے اڑے کہ: "رویت کا لفظ چونکہ متعدد معانی کے لئے آتا ہے، لہذا رویت ہلال کو چشم سر سے مخصوص کر دینا غیر معقول ہے۔" جو حضرات کسی موضوع پر تحقیق کے لئے قلم اٹھائیں اور اتنے بڑے پندار کے ساتھ کہ "ہم کسی رائے کو، خواہ وہ اپنی ہو یا قدمائے اہل علم کی، حرف آخر نہیں سمجھتے" ان کی طرف سے کم نظری، تساہل پسندی، یا پھر مطلب پرستی کا یہ مظاہرہ بڑا ہی افسوسناک اور تکلیف دہ ہے، جب "رویت" جیسے بدیہی اور "چشم دید" امور میں ہمارے نئے محققین کا یہ حال ہو تو علمی، نظری اور پیچیدہ مباحث میں ان سے دقیقہ رسی، بالغ نظری اور اصابت رائے کی توقع ہی عبث ہے۔

یہ تو خیر ائمہ لغت کی تصریحات تھیں، دلچسپ بات یہ ہے کہ خود ماہرین فلکیات جن کے قول پر اعتماد کرنا فاضل مؤلف کے نزدیک حفاظتِ ایمان کا ذریعہ ہے، ان کے یہاں بھی رویت ہلال

---

[1] [2] رأی: رأیتہ بعینی رؤیۃ، ورأیتہ فی المنام رؤیا، ورأیتہ رأی العین، وأرأیتہ اراءۃ، ورأیت الھلال، وترائینا الھلال...... ومن المجاز: فلان یرای لفلان رأیا (اساس البلاغۃ ص۳۱۱: لجار اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری)

[3] فان نظر الی افق الھلال للیلتہ لیراہ قیل تبصر (فقہ اللغۃ ص۱۰۲: للامام ابو منصور عبدالملک بن محمد الثعالبی)

کے معنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہی آتے ہیں۔ مزید یہ کہ ان کے یہاں اس رویت کے دو درجے ہیں، طبعی، ارادی۔ اگر ہلال، افق سے اتنی بلندی پر ہو کہ وہ بلا تکلیف دیکھا جا سکے اسے وہ طبعی رویت قرار دیتے ہیں، اور اگر اتنی بلندی پر نہ ہو بلکہ اتنا نیچے اور باریک ہو کہ اعلیٰ قسم کی دوربینوں کے بغیر اس کا دیکھنا ممکن نہ ہو اسے "رویت ارادی" کا نام دیا جاتا ہے، فلکیات کی تصریح کے مطابق قابل اعتبار طبعی رؤیت ہے نہ کہ ارادی[1]

اور حضرات فقہائے کرامؒ جو شریعت اسلامیہ کے حقیقی ترجمان ہیں، وہ بھی اسی پر متفق ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد، صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ میں رؤیت حسی یعنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہی مراد ہے[2] اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔[3]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ "رویت ہلال" کے معنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا قطعی طور پر متعین ہیں، اس میں کسی قسم کے شک وشبہ اور تردد کی گنجائش نہیں۔ یہی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے آج تک لئے جاتے رہے ہیں، یہی ائمہ لغت کی تصریحات سے میل کھاتے ہیں، یہی فلکیات کی اصطلاح کے مطابق ہیں۔ یہی معنی مزاج شناسان نبوت فقہائے کرام نے حدیث سے سمجھے ہیں، اور چودہ صدیوں کی امت مسلمہ بھی اسی پر متفق ہے، مگر فاضل مؤلف کے کمال کی داد دیجئے کہ وہ ڈکشنری کی ناقص، ادھوری اور ہلکی پھلکی سے آسمان و زمین کی ہر چیز کو اڑا

---

[1] مراد از رؤیت طبعی است، نہ ارادی کہ بتوسط منظارہائے جیدہ ببیند، چہ دریں حالت ہلال قبل از آنکہ بحد رؤیت رسیدہ باشد، دیدہ مے شود (زیج بہادر خانی باب ہفتم در "رویت ہلال" ص ۵۵۶ طبع بنارس ۱۸۵۸ء بحوالہ سہ ماہی مجلہ، جامعہ اسلامیہ بہاولپور، اپریل ۱۹۶۸ء ص ۵۱، مقالہ مولانا عبدالرشید نعمانی۔)

[2] بدایۃ المجتہد: لابن رشد القرطبی فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد اوجب الصوم والفطر للرؤیۃ والرؤیۃ انما یکون بالحس، ولولا الاجماع علی الصیام بالخبر علی الرؤیۃ لبعد وجوب الصوم بالخبر بظاہر ھذا الحدیث۔ ص ۲۸۵

[3] احکام القرآن: لابی بکر الجصاص الرازی۔ قال ابوبکر: قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم "صوموا لرؤیتہ" موافق لقولہ تعالیٰ: یسئلونک عن الاھلۃ، قل ھی مواقیت للناس والحج۔" واتفق المسلمون علی ان معنی الآیۃ والخبر فی اعتبار رؤیۃ الھلال فی صوم رمضان، فدل ذالک علی ان رؤیۃ الھلال ھی شہود الشہر (ص ۲۰۱ ج ۱۔ طبع ۱۳۳۵ھ)

دینا چاہتے ہیں۔ کاش! فاضل مؤلف سے یہ عرض کیا جا سکتا۔ طنز و تشنیع کے طور پر نہیں بلکہ محض دینی خیر خواہی، اسلامی اخوت اور اخلاص کے طور پر ——— کہ آپ نے اس مقام پر جو آسان راستہ اختیار کیا ہے۔ یعنی لغت کھول کر کسی لفظ کے متعدد معانی نکالو۔ اور پھر بلا تکلف اس لفظ کے شرعی معنی کو مشکوک کر ڈالو ——— یہ راستہ جتنا آسان اور مختصر ہے اس سے کہیں زیادہ پُر خطر بھی ہے، کیونکہ یہ تحقیق و اجتہاد کی طرف نہیں بلکہ ——— گستاخی معاف ——— سیدھا تلبیس و الحاد کی طرف جاتا ہے۔ امت مسلمہ میں خدانخواستہ اسی کا چلن ہو جائے تو ملاحدہ کی جماعت اسی غلط منطق سے صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ اور تمام اصطلاحات شرعیہ کو مسخ کر سکتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ صلوٰۃ کے معنی لغت میں یہ یہ آتے ہیں، لہٰذا ارکان مخصوصہ کے ساتھ اسے خاص کر دینا غیر معقول ہے۔ وقس علی ہذا۔ ظاہر ہے کہ اس کا انجام دنیا میں امن و اصلاح نہیں، انتشار اور فساد ہوگا۔ اور آخرت میں دار القرار نہیں، دار البوار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اہلیت دے تو اجتہاد ضرور کیجئے، مگر خدا کے لئے پہلے اجتہاد اور الحاد کے درمیان اچھی طرح سے فرق کر لیجئے۔ تحقیق نئی ہو یا پرانی، اس کا حق کا مسلّم! لیکن خدارا تحقیق اور تلبیس دونوں کے حدود کو جدا جدا رکھیئے۔

رویت ہلال کی احادیث حضرات عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، عائشہؓ، ابوہریرہؓ، جابر بن عبداللہؓ، براءؓ بن عازب، حذیفہؓ بن الیمان، سمرہؓ بن جندب، ابوبکرہؓ، طلقؓ بن علی، عبداللہؓ بن عباس، عبداللہ بن عمرؓ، رافع بن خدیجؓ وغیرہم صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی روایت سے مستند ذخیرہ میں موجود ہیں، جنہیں اس مسئلہ میں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے پیش نظر رکھنا ضروری تھا۔ مگر موصوف نے اپنے خاص مقصد کا پردہ رکھنے کے لئے ان سے استفادہ کی ضرورت نہیں سمجھی، صرف ایک روایت، جسکے آخری جملے میں قدرے اجمال پایا جاتا ہے، نقل کر کے فوراً لغت کا رخ کر لیا ——— آیئے چند روایات پر نظر ڈالیں، اور پھر دیکھیں کہ صحابہ و تابعین اور فقہائے مجتہدین نے ان سے کیا سمجھا ہے:

۱۔ عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما:	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم	ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
قال: الشهر تسع وتسعون ليلة،	مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے، مگر تم "چاند دیکھے بغیر"
فلا تصوموا حتی تروه فان غم علیکم	روزہ نہ رکھا کرو، اور اگر (انتیس) کا چاند ابر یا
فاکملوا العدة ثلاثین۔ (متفق علیہ)	غبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کر لیا کرو۔

۲- عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رمضان فقال: لا تصوموا حتی تروا الہلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۱۷۴)

....

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: (انتیس کا) چاند دیکھے بغیر تو روزے رکھنا شروع کرو، اور نہ چاند دیکھے بغیر روزے موقوف کرو، اور ابر یا غبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو اس کے لئے (تیس دن کا) اندازہ رکھو۔

۳- کتب عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ الی اہل البصرۃ: بلغنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ---- تذکر نحو حدیث ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزاد ---- وان احسن ما یقدر لہ انا رأینا ہلال شعبان لکذا وکذا فالصوم ان شاء اللہ لکذا وکذا الا ان یروا الہلال قبل ذلک۔

(ابو داؤد ص۳۱۷ طبع کراچی)

خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کو خط لکھا کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے ---- (یہاں اسی مذکورہ بالا حدیث ابن عمرؓ کا مضمون ذکر کیا اور اتنا اضافہ کیا) ---- اور بہترین اندازہ یہ ہے کہ ہم نے شعبان کا چاند فلاں دن دیکھا تھا، اس لئے (تیس تاریخ کے حساب سے) روزہ انشاء اللہ فلاں دن ہوگا، ہاں چاند اس سے پہلے (انتیس کو) نظر آجائے تو دوسری بات ہے۔

۴- عن حسین بن الحارث الجدلی ان امیر مکۃ خطب ثم قال: عہد الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننسک للرؤیۃ فان لم نرہ وشہد شاہدا عدل نسکنا بشہادتہما.... ان فیکم من ہو اعلم باللہ ورسولہ منی، وشہد ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـ واومأ بیدہ

حسین بن حارث جدلی فرماتے ہیں: امیر مکہ نے خطبہ دیا، پھر فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکیداً یہ حکم دیا تھا کہ ہم عید، بقرعید صرف چاند دیکھ کر کیا کریں اور اگر (ابر یا غبار کی وجہ سے) ہم نہ دیکھ سکیں (یعنی رؤیت عامہ نہ ہو) مگر دو معتبر اور عادل گواہ رؤیت کی شہادت دیں، تو ہم انکی شہادت پر عید، بقرعید کر لیا کریں ---- اور ایک صاحب جو حاضر مجلس تھے، ان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: آپ کی اس

الی رجل. قال الحسین فقلت للشیخ الی جنبی: من هذا الذی اومأ الیه الامیر؟ قال: هذا عبد الله بن عمر، وصدق کان اعلم بالله منه، فقال: بذلک امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم (ابوداؤد ص ۳۱۹)

مجلس میں یہ صاحب موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم الٰہی میں نے ذکر کیا یہ اس کے گواہ ہیں حارث کہتے ہیں میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک بزرگ سے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں جن کی طرف امیر صاحب نے اشارہ کیا کہا: یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور امیر صاحب نے صحیح کہا تھا، یہ واقعی خدا و رسول کے احکام کے بڑے عالم تھے ۔۔۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی کا حکم فرمایا ہے۔

۵۔ عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم جعل الله الاهلة مواقیت للناس فصوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان غم علیکم فعدوا ثلاثین یوما. (رواه الطبرانی کما فی تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۵ واخرجه الحاکم فی المستدرک بمعناه وقال صحیح الاسناد واقره علیه الذهبی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہلالوں (نئے چاند) کو لوگوں کے لئے اوقات کی تعیین کا ذریعہ بنایا ہے، لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن شمار کر لو ۔۔۔

۶۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان حال بینکم وبین منظره سحاب او قترة فعدوا ثلاثین (احکام القرآن للجصاص ص ۲۰۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو، اور اگر تمہارے اور اس کے نظر آنے کے درمیان ابر یا سیاہی حائل ہو جائے تو تیس دن شمار کر لو۔

۷۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال صوموا رمضان لرؤیتہ
فان حال بینکم غمامۃ اوضبابۃ
فاکملوا عدۃ شہر شعبان ثلاثین
ولا تستقبلوا رمضان بصوم
یوم من شعبان۔ (احکام القرآن ص۲۰۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر رکھا کرو پھر اگر تمہارے درمیان ابر یا دھند حائل ہو جائے تو ماہِ شعبان کی گنتی تیس دن پوری کرو اور رمضان کے استقبال میں شعبان ہی کے دن کا روزہ شروع نہ کر دیا کرو۔

۸۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تصوموا قبل رمضان، صوموا الرؤیۃ
وافطروا الرؤیتہ فان حالت دونہ
غیایۃ فاکملو ثلاثین یوما۔
(ترمذی ص۸۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان سے پہلے ہی روزہ شروع نہ کر دیا کرو، بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر اس کے ورے ابر حائل ہو جائے تو تیس دن پورے کر لیا کرو۔

۹۔ عن ابی البختری قال خرجنا للعمرۃ
ببطن نخلۃ ترآئینا الہلال فقال
بعض القوم ھو ابن ثلاث وقال
بعض القوم ھو ابن لیلتین
فلقینا ابن عباس رضی اللہ عنہما
فقلنا ترآئینا الہلال فقال بعض
القوم ھو ابن ثلاث وقال
بعض القوم ھو ابن لیلتین
فقال ای لیلۃ رأیتموہ قلنا
لیلۃ کذا وکذا، فقال ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدہ للرؤیۃ فھو لیلۃ رأیتموہ

ابو البختری کہتے ہیں ہم عمرہ کے لئے بطن نخلہ پہنچے تو چاند دیکھنے لگے، کسی نے کہا تیسری رات کا ہے، اور کسی نے کہا دوسری رات کا ہے، بعد ازاں جب ہماری ملاقات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہم نے چاند دیکھا تھا، مگر بعض کی رائے تھی کہ دوسری رات کا ہے، اور بعض کا خیال تھا کہ تیسری رات کا ہے، فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟ ہم نے عرض کیا: فلاں رات۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینے کی مدت کا مدار رؤیت پر رکھا ہے۔ لہٰذا یہ چاند اسی رات کا تھا جس رات تم نے دیکھا۔ اور ایک روایت

وفی روایۃ عنہ قال اھللنا رمضان ونحن بذات عرق فارسلنا الی ابن عباس یسألہ فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد امدہ لرؤیتہ فان اغمی علیکم فاکملوا العدۃ

(مسلم ص۳۴۸/ج۱ الفتح الربانی ص۲۴۸/ج۹)

میں ہے کہ ہم نے رمضان کا چاند ذات عرق میں دیکھا (اور ہمارے درمیان اختلاف رائے ہوا کہ کس تاریخ کا ہے) چنانچہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی اسکی تحقیق کے لئے بھیجا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مدار رؤیت پر رکھا ہے، پس اگر نظر نہ آسکے تو گنتی پوری کی جائے۔

۱۰۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین۔

(متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، پھر اگر وہ ابر وغبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

۱۱۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ علیہ وسلم انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشہر ھکذا وھکذا وھکذا وعقد الابہام فی الثالثۃ ثم قال الشہر ھکذا وھکذا وھکذا یعنی تمام الثلاثین

(متفق علیہ مشکوۃ ص۱۷۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم تو امت امیہ ہیں۔ ہمیں (اوقات کے تعیین کیلئے) حساب کتاب کی ضرورت نہیں، بس (اتنا جان لو) کہ مہینہ کبھی اتنا، اتنا، اتنا ہوتا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور تیسری مرتبہ ایک انگلی بند فرمائی (یعنی انتیس کا) اور کبھی اتنا، اتنا، اتنا ہوتا ہے۔ یعنی پورے تیس دن کا۔

...

۱۲۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الھلال فصوموا واذا رأیتموہ فافطروا فان غم علیکم فعدوا ثلاثین یوما۔

(الفتح الربانی: بتقریب مسند احمد ص۲۴۸/ج۹ ورجالہ رجال الصحیح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم چاند دیکھ لو تب روزہ رکھو، اور جب چاند دیکھ لو تب افطار کرو، پھر اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن گن لو۔

...

۱۳- عن قیس بن طلق عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل جعل ہذہ الاہلۃ مواقیت للناس صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاتموا العدۃ۔

(الفتح الربانی ص ۲۷۰/۹)

قیس بن طلق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان ہلالوں (نئے چاند) کو لوگوں کے لئے تعین اوقات کا ذریعہ بنایا۔ پس چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کیا کرو۔ پھر اگر مطلع ابر آلود ہونے کی بنا پر وہ نظر نہ آئے تو (تیس دن کی) گنتی پوری کرو۔

۱۴- عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ ثم یصوم لرؤیۃ رمضان فان غم علیہ عد ثلاثین یوماً

(ابوداؤد ص ۳۱۸)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جتنا شعبان کے چاند کا اہتمام فرماتے تھے اتنا کسی دوسرے ماہ کا نہیں فرماتے ہیں، پھر چاند دیکھ کر رمضان کا روزہ رکھا کرتے تھے، لیکن مطلع غبار آلود ہونے (اور کہیں سے رویت کی اطلاع نہ ملنے) کی صورت میں (شعبان کے) تیس دن پورے کیا کرتے تھے۔

۱۵- عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقدموا الشہر بیوم ولا بیومین الا ان یوافق ذالک صوماً کان یصومہ احدکم۔ صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فعدوا ثلاثین ثم افطروا

(رواہ الترمذی)

(وقال: حدیث ابی ہریرۃ حسن صحیح والعمل علی ہذا عند اہل العلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینے کی آمد سے ایک دو دن پہلے ہی روزہ شروع نہ کر دیا کرو، البتہ اس دن کا روزہ رکھنے کی کسی کی عادت ہو تو دوسری بات ہے ـــــ بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اور مطلع غبار آلود ہونے کی وجہ سے وہ نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے پھر افطار کرو۔

۱۶- عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینے کی آمد

لاتقدموا الشهر حتى تروا الهلال او تكملوا العدة ، ثم صوموا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة ۔

(ابوداؤد ص۳۱۸)

سے پہلے ہی روزہ شروع نہ کر دیا کرو جبتک کہ چاند نہ دیکھ لو یا گنتی پوری نہ کر لو، پھر برابر روزے رکھتے رہو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو یا گنتی پوری نہ کر لو۔

۱۷۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لاتقدموا الشهر بصيام يوم ولا يومين الا ان يكون شيئ يصومه احدكم ولا تصوموا حتى تروه ثم صوموا حتى تروه ، فان حال دونه غمامة فاتموا العدة ثلاثين ثم افطروا ، والشهر تسع وعشرون

(ابوداؤد ص۳۱۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان سے ایک دو دن پہلے ہی روزہ شروع نہ کر دیا کرو، الا یہ کہ اس دن روزہ رکھنے کی کسی کی عادت ہو (مثلاً دو شنبہ یا پنجشنبہ کا دن ہو) بہرحال چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو، پھر چاند نظر آنے تک برابر روزے رکھتے رہو۔ اور اگر اس کے ورے بادل حائل ہوں تو تیس کی گنتی پوری کر لو، تب افطار کرو، ویسے مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

۱۸۔ عن عبد الرحمان بن زيد بن الخطابؓ يقول : انا صحبنا اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم وتعلمنا منهم وانهم حدثوا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان اغمى عليكم فعدوا ثلاثين فان شهد ذوا عدل فصوموا وافطروا وانسكوا۔

(سنن دار قطنی ص۲۳۲)

عبد الرحمان بن زید بن خطابؓ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (کرام رضوان اللہ اجمعین) کی صحبت میں رہے ہیں اور ان ہی سے علم بھی سیکھا ہے انہوں نے ہمیں بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اور اگر ابر و غبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس دن شمار کر لو، لیکن اگر اس حالت میں دو معتبر اور عادل شخص رؤیت کی شہادت دیں، تب بھی روزہ، عید یا بقرعید کرو۔

(باقی آئندہ)

شہادت حضرت حسینؓ، مسئلہ خلافت اور مقام صحابہؓ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ کی ایک بلند پایہ تقریر جو بیش قیمت اضافوں اور ترتیب و نظر ثانی کے بعد شائع کی گئی ہے صفحات ۱۴۴ ایک روپیہ کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔ ایک کتاب وی۔پی نہیں کی جائے گی۔
شعبۂ نشر و اشاعت دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ضلع پشاور